فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نماز عید میں سہو ہونے پر سجدہ سہو لازم آئے گا؟

جواب: ہر نماز میں سہو اور بھول پر سجدہ سہو ہے۔ کسی نماز کی استثنا نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نماز میں تین یا زیادہ مرتبہ ایک ہی آیت دہرائی، کیا اس پر سجدہ سہو لازم ہو گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: ایک شخص نے سجدہ تلاوت کیا، دوبارہ قیام کے لیے کھڑا ہوا، تو سورت فاتحہ شروع کر دی، کیا اس پر سجدہ سہو لازم آتا ہے؟

جواب: سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کیا سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا ثابت ہے؟

جواب: سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا ثابت نہیں۔ سجدہ سہو کے دو طریقے صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ .

”نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی، آپ ﷺ کو سہو ہوا، تو (سلام

پھیرنے کے بعد) دو سجدے کیے، تشہد بیٹھے، پھر سلام پھیرا۔''

(سنن أبي داوٗد : 1039 ، سنن التّرمذي : 395)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابن خزیمہ (۱۰۶۲) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۶۷۰،۲۶۷۲) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۳۲۳) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ثُمَّ تَشَهَّدَ کے الفاظ محمد بن سیرین کے شاگردوں میں سے صرف اشعث بن عبدالملک حمرانی نے بیان کئے ہیں، اگر چہ وہ ''ثقہ'' ہیں، لیکن یہ زیادت غیر محفوظ ہے۔

امام ابن منذر (الاوسط : ۳/ ۳۱۷)، امام بیہقی (۲/ ۳۵۵) اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (التمہید : ۱۰/ ۲۰۹) وغیرہ نے ان الفاظ کو شاذ اور غیر ثابت قرار دیا ہے۔

۞ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَسْمَعْ فِي التَّشَهُّدِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّتَشَهَّدَ .

''میں نے تشہد کے بارے میں (کچھ) نہیں سنا، البتہ تشہد بیٹھنا مجھے پسند ہے۔''

(سنن أبي داؤد : 1010)

۞ حدیث ابن مسعود (مسند الامام احمد : ۱/ ۴۲۸۔۴۲۹، سنن ابی داوٗد : ۱۰۲۸، السنن الکبریٰ للنسائی : ۶۰۵، السنن الکبریٰ للبیہقی : ۲/ ۳۵۵۔۳۵۶) مرسل ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، ابوعبیدہ کا اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

۞ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْخَبَرُ غَيْرُ ثَابِتٍ .

''روایت ثابت نہیں۔''

(الأوسط : 317/3)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ قَوِيّ وَمُخْتَلَفٌ فِي رَفْعِهٖ وَمَتْنِهٖ .

''روایت غیر قوی ہے، اس کے مرفوع ہونے اور متن میں اختلاف ہے۔''

(السّنن الکبرٰی : 356/2)

❀ حدیث مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (السنن الکبریٰ للبیہقی : ۲/ ۳۵۵) کی سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جمہور کے ہاں ''ضعیف وسیء الحفظ'' ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَيِّئُ الْحِفْظِ، لَا يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ .

''یہ سیء الحفظ ہے، اکثر ائمہ کے نزدیک قابل حجت نہیں۔''

(تُحفة الطّالب : 345)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا يَنْفَرِدُ بِهِ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى، هٰذَا، وَلَا حُجَّةَ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهٖ لِسُوءِ حِفْظِهٖ، وَكَثْرَةِ خَطَئِهٖ فِي الرِّوَايَاتِ .

''اس روایت کو بیان کرنے میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، جس روایت میں یہ منفرد ہو، وہ حجت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کا حافظہ خراب تھا اور روایات میں بہ کثرت غلطیاں کرتا تھا۔''

(معرفة السّنن والآثار : 282/3)

فائدہ:

امام محمد بن سیرین (سنن ابی داؤد: ۱۰۱۰، وسندہ صحیح)، امام شافعی (الام: ۱/۱۳۰)، امام احمد بن حنبل (مسائل احمد لابی داؤد: ۵۳)، امام ابراہیم نخعی (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۱، وسندہ صحیح)، حکم بن عتیبہ اور امام حماد بن ابی سلیمان رحمہم اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۱، وسندہ صحیح) اس طریقہ کو جائز اور درست سمجھتے تھے۔

سوال: حرمت والے مہینے کتنے ہیں اور کیا ان کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے یا قیامت تک باقی ہے؟

جواب: حرمت والے مہینے چار ہیں؛ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ان کی حرمت تا قیامت باقی ہے، منسوخ نہیں۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ؛ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ؛ ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ .

''سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں، ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں؛ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم لگا تار آتے ہیں اور ایک ''رجب مضر'' کا مہینہ، جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان آتا۔''

(صحيح البخاري : 4406، صحيح مسلم : 1679)

سوال: سوتے وقت سورت اخلاص، سورت فلق اور سورت ناس ایک ایک مرتبہ پڑھنی چاہیے یا تین تین دفعہ؟

جواب: سوتے وقت سورت اخلاص، سورت فلق اور سورت ناس ایک ایک مرتبہ ہی

پڑھنا وارد ہوا ہے، البتہ تینوں سورتیں پڑھ کر ہاتھوں میں پھونکیں اور جہاں تک ممکن ہو، جسم پر ہاتھ پھیریں۔ یہ عمل تین مرتبہ کریں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ.

''رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹتے، تو اپنے مبارک ہاتھوں پر پھونکتے، معوذات (سورت اخلاص، فلق اور ناس) پڑھتے اور دونوں ہاتھ جسم پر پھیرتے۔''

(صحيح البخاري: 6319)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

''رات بستر پر لیٹتے وقت نبی کریم ﷺ اپنی ہتھیلیاں اکٹھی کر کے ان میں پھونکتے اور سورت اخلاص، سورت فلق اور سورت ناس پڑھ کر اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوسکتا، پھیرتے۔ آپ ﷺ سر سے ہاتھ پھیرنا شروع کرتے، پھر چہرے اور سامنے کے بدن پر پھیرتے، یہ عمل تین دفعہ دہراتے۔''

(صحيح البخاري: 5017)

سونے کے اذکار کے بارے میں تین تین مرتبہ معوذات پڑھنا کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا، لہٰذا یہ ایک ایک مرتبہ ہی پڑھی جائیں۔

سوال: کیا ائمہ اربعہ کے بعد قیاس منقطع ہو گیا ہے یا اب بھی قیاس کیا جا سکتا ہے؟

جواب: قیاس اور اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے، ہر دور میں علماء مجتہدین کتاب وسنت کی روشنی میں اجتہاد اور قیاس کرتے رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ ائمہ اربعہ کے بعد قیاس واجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے، محض غلط ہے۔

سوال: کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا خون پیا؟

جواب: کسی صحابی سے رسول اللہ ﷺ کا خون پینا باسندِ صحیح ثابت نہیں۔ اس پر پیش کیے جانے والے دلائل پر مختصر اور جامع تبصرہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ① :

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن نبیٔ اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک پر زخم آ گیا۔ آپ ﷺ کے پاس سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے نبیٔ کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک سے خون صاف کیا اور پھر اس خون کو نگل لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى مَنْ خَالَطَ دَمِي فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ.

''جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اس شخص کو دیکھے، جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل چکا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔''

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 2097، المُعجم الكبير للطّبراني : 34/6، المُستدرك للحاكم : 563/3)

روایت ''ضعیف'' ہے۔

① موسیٰ بن محمد بن علی جہمی ''مجہول'' ہے۔

② ام سعید بنت مسعود بن حمزہ بن ابی سعید کی توثیق نہیں۔

③ ام عبدالرحمٰن بنت ابی سعید کی توثیق وحالات نہیں ملے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهُ مُظْلَمٌ .

''اس کی سند اندھیری ہے۔''

(تلخیص المُستدرك : 564/3)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيلُ لَا أَعْرِفُهُمْ بَعْدَ الْكَشْفِ عَنْهُمْ .

''اس میں مجہول راوی ہیں، تحقیق کے باوجود میں انہیں نہیں پہچان سکا۔''

(البدر المُنير :481/1)

دلیل نمبر ② :

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمِ مبارک کو چاٹنے اور چوسنے لگے، جس سے زخم کی جگہ چمکنے لگی۔ ان سے کہا گیا کہ کیا تم خون پی رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پی رہا ہوں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالَطَ دَمِي بِدَمِهِ، لَا تَمَسُّهُ النَّارُ .

''اس کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا ہے۔ اس کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 47/9، ح : 9098)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① مسعدۃ بن سعد عطار ابوالقاسم مکی کی معتبر توثیق نہیں مل سکی۔

② مصعب بن الاسقع ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۹/۱۷۴'' میں ذکر کیا ہے۔

③ عباس بن ابی شملہ کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۵۱۳/۸)'' میں ذکر کیا ہے۔ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم : 228/7)

لہٰذا ''ضعیف'' ہے۔

❀ سنن سعید بن منصور (۲۵۷۳) والی سند بھی ضعیف و منقطع ہے۔

① عمر بن السائب مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۱۷۵/۷) میں ذکر کیا ہے۔

② اس واقعہ کی خبر عمر بن السائب کو کس نے دی؟ معلوم نہیں۔ لہٰذا یہ سند ''منقطع''، بلکہ ''معضل'' ہے۔

دلیل نمبر ③ :

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی۔ مجھے حکم دیا کہ میں اس خون کو ایسی جگہ چھپا دوں جہاں سے درندے، کتے (وغیرہ) یا کوئی انسان نہ پا سکے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور چلا گیا اور دُور جا کر اس خون کو پی لیا۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا: آپ نے خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میں نے ویسے ہی کیا ہے، جیسے آپ نے حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے خیال میں آپ نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اب آپ سے میرا کوئی امتی بغض و کینہ سے نہیں ملے گا۔

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 578، مسند أبي يعلى [المَطالب لابن حجَر : 3821]، مُسند البزّار : 2210، المُستدرك للحاكم : 6343، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 67/7)

سند ''ضعیف'' ہے۔ ہنید بن قاسم بن عبد الرحمٰن کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۵/ ۵۱۵) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

۞ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي إِسْنَادِ الْبَزّارِ مَنْ يُحْتَاجُ إِلَى الْكَشْفِ عَنْ حَالِهِ إِلَّا هُنَيْدُ.

''مسند بزار کی سند میں صرف ہنید کے حالات ہی محتاج تحقیق ہیں۔''

(الإمام في مَعرِفة أحاديث الأحكام : 385/3)

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(مَجمع الزّوائد : 28/1)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَنِيدٌ لَا يُعْلَمُ لَهٗ حَالٌ.

''ہنید کی حالت معلوم نہیں۔''

(البدر المُنير : 476/1)

۞ ایک روایت میں ہے:

لَعَلَّكَ شَرِبْتَهٗ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَلِمَ شَرِبْتَ الدَّمَ؟ وَيْلٌ لِلنَّاسِ

مِنْكَ، وَوَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ .

''آپ ﷺ نے فرمایا: شاید آپ نے پی لیا ہے۔ صحابی نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: آپ نے خون کیوں پیا؟ نیز فرمایا: لوگ آپ سے محفوظ ہو گئے اور آپ لوگوں سے محفوظ رہیں گے۔''

اس کی سند میں بھی ہنید بن قاسم ''مجہول'' ہے۔

❀ ایک روایت میں ہے:

لَا تَمَسَّكَ النَّارُ إِلَّا قَسْمَ الْيَمِينِ .

''آپ کو آگ صرف قسم پوری کرنے کے لیے چھوئے گی۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعيم : 330/1، جُزء ابن الغِطريف : 65، تاريخ ابن عَساكر : 233/20، 162/28، الإصابة لابن حجَر : 93/4)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① سعد بن زیاد ابو عاصم مولیٰ سلیمان بن علی ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ، وَلَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''اس کی حدیث لکھی جائے گی، یہ مضبوط راوی نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 83/4)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ عِنْدَهُمْ .

''محدثین کے نزدیک مضبوط راوی نہ تھا۔''

(الاستغناء : 827/2)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:٦/ ٣٧٨'' میں ذکر کیا ہے۔

② کیسان مولیٰ عبداللہ بن الزبیر کے حالات نہیں ملے۔

❁ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

لَا تَمَسَّكَ النَّارُ، وَمَسَحَ عَلٰى رَأْسِهٖ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ آپ کو آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔

(سنن الدّارقطني :228/1)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن حمید رازی ''ضعیف وکذاب'' ہے۔

② علی بن مجاہد ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 905/2)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ، وَلَيْسَ فِي شُيُوخِ أَحْمَدَ أَضْعَفُ مِنْهُ .

''یہ متروک ہے۔امام احمد رحمہ اللہ کے اساتذہ میں اس سے بڑھ کر ضعیف کوئی نہیں۔''

(تقريب التّهذيب : 4790)

❁ امام یحییٰ بن ضُریس رحمہ اللہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 205/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوغسان محمد بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تَرَكْتُهٗ. ”میں نے اسے چھوڑ دیا۔“

(الضّعفاء للعُقيلي : 252/3، وسندهٗ صحيحٌ)

جریر بن عبد الحمید رحمہ اللہ (سنن ترمذی : ۵۹) کے قول کی سند میں محمد بن حمید رازی ”ضعیف وکذاب“ ہے، لہٰذا یہ قول ثابت نہیں۔

③ رباح نوبی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيَّنَهٗ بَعْضُهُمْ، وَلَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ.

”اسے بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، معلوم نہیں یہ کون ہے؟“

(ميزان الاعتدال : 38/2)

❁ اس روایت کو علامہ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ نے ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

(الأحكام الوسطى :232/1)

دلیل نمبر ④ :

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور مجھے حکم دیا کہ یہ خون لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ دفن کر دو جہاں پرندے، چوپائے اور انسان نہ پہنچ سکیں۔ کہتے ہیں کہ میں ایک جگہ چھپ گیا اور اسے پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے پوچھا یا آپ کو بتایا گیا کہ میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

(التّاريخ الكبير للبخاري : 209/4، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 67/7، المُعجم الكبير للطّبراني : 81/7، ح : 6434، التّاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 3088)

سند ”ضعیف“ ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهٖ نَظَرٌ .

’’اس کی سند محل نظر ہے۔‘‘

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مَجْهُولٌ .

’’اس کی سند مجہول ہے۔‘‘

(التّاریخ الکبیر : 160/6)

بریہ بن عمر بن سفینہ جمہور کے نزدیک ’’ضعیف‘‘ ہے۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلٰى حَدِيثِهٖ .

’’اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔‘‘

(الضّعفاء الکبیر :167/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کو ’’لین‘‘ کہا ہے۔

(الکاشِف :99/1)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُخَالِفُ الثِّقَاتَ فِي الرِّوَايَاتِ، فَلَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِخَبَرِهٖ بِحَالٍ .

’’یہ روایات میں ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے۔کسی حال میں بھی اس کی روایت سے حجت لینا جائز نہیں۔‘‘

(کتاب المَجروحین :111/1)

دلیل نمبر ⑤ :

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک قریشی لڑکے نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون لے کر دیوار کے پیچھے چلا گیا۔ پھر اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو اس نے وہ خون پی لیا۔ جب واپس لوٹا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا: اللہ کے بندے ! آپ نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے عرض کیا: میں نے دیوار کے پیچھے اسے چھپا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہاں چھپایا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے زمین پر آپ کا خون گرانا مناسب نہیں سمجھا، تو وہ میرے پیٹ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جایئے، آپ نے خود کو جہنم سے بچا لیا۔

(كتاب المَجروحين لابن حبّان : 59/3، التّلخيص الحَبير لابن حجَر : 111/1)

جھوٹ ہے۔

❀ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کے راوی نافع سلمی ابو ہرمز بصری نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک جھوٹا نسخہ روایت کیا تھا۔''

یہ حدیث بھی اسی نسخے میں سے ہے۔

❀ نافع سلمی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ، كَذَّابٌ .

''یہ ثقہ نہیں۔ پرلے درجے کا جھوٹا ہے۔''

(الكامِل لابن عدي : 49/7، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''غیر ثابت'' قرار دیا ہے۔

(العِلَل المُتناهِية :181/1)

- حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''سخت ضعیف'' کہا ہے۔

(البدر المُنير :474/1)

دلیل نمبر ⑥ :

سالم ابو ہند حجام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی اور اس سے بہنے والا خون پی لیا اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے یہ خون پی لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيْحَكَ يَا سَالِمُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ ، لَا تَعُدْ .

''سالم! آپ کی خیر ہو، کیا آپ کو علم نہیں کہ خون حرام ہے؟ آئندہ ایسا مت کیجئے گا۔''

(مَعرِفة الصّحابة لابن منده، ص 717، مَعرِفة الصّحابة لأبي نُعيم : 3044)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن مغیرہ سکری کی توثیق نہیں ملی۔

② موسیٰ بن عبدالرحمٰن صباغ کی توثیق ثابت نہیں۔

③ ابوالجحاف داؤد بن ابی عوف کا سالم رضی اللہ عنہ سے سماع ولقاء ثابت نہیں۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اسے طبقہ سادسہ (چھٹے طبقہ) میں ذکر کیا ہے۔ اس طبقہ کے راوی کا کسی صحابی سے ملنا ممکن نہیں۔

دلیل نمبر ⑦ :

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا۔

یہ بے سند قول ہے۔

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ مَنْ خَرَّجَهُ بَعْدَ الْبَحْثِ عَنْهُ .

''باوجود بسیار کوشش کے، معلوم نہیں ہو سکا کہ اس روایت کو کس نے نقل کیا ہے۔''

(البدر المُنير :479/1)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ .

''یہ روایت مجھے (کسی کتاب میں) نہیں ملی۔''

(التَّلخيص الحَبير :170/1)

الحاصل :

کسی صحابی سے نبی اکرم ﷺ کا خون پینا ثابت نہیں۔

سوال: ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، پھر مصحف کو زمین پر رکھ دیتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصحف کو زمین پر نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ آداب قرآن کے منافی ہے۔

۞ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ حُرْمَتِهِ إِذَا وَضَعَ الْمُصْحَفَ أَلَّا يَتْرُكَهُ مَنْشُورًا، وَأَلَّا يَضَعَ فَوْقَهُ شَيْئًا مِّنَ الْكُتُبِ حَتّٰى يَكُونَ أَبَدًا عَالِيًا لِسَائِرِ الْكُتُبِ، عِلْمًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ، وَمِنْ حُرْمَتِهِ أَنْ يَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ إِذَا قَرَأَهُ أَوْ عَلٰى شَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا يَضَعَهُ بِالْأَرْضِ .

''مصحف قرآنی کے آداب کا تقاضا ہے کہ (تلاوت کے بعد) اسے کھلا نہ چھوڑا

جائے، اس کے اوپر کوئی کتاب نہ رکھی جائے، بلکہ اسے ہمیشہ تمام علمی وغیر علمی کتابوں سے اوپر رکھا جائے، تلاوت کے وقت اسے اپنی گود میں رکھا جائے یا اپنے سامنے کوئی چیز رکھ کر اس کے اوپر رکھا جائے اور اسے زمین نہ رکھا جائے۔''

(تفسير القرطبي :28/1)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَبَطَ عَلَيَّ جِبْرِيلُ وَعَلَيْهِ طِنْفِسَةٌ وَهُوَ مُتَخَلِّلٌ بِهَا، فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ، مَا نَزَلْتَ إِلَيَّ فِي مِثْلِ هٰذَا الزِّيِّ؟ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمَلائِكَةَ أَنْ تَتَخَلَّلَ فِي السَّمَاءِ كَتَخَلُّلِ أَبِي بَكْرٍ فِي الْأَرْضِ .

''(ایک مرتبہ) جبریل مجھ پر اُترے، آپ نے ٹاٹ نما بوسیدہ کپڑا لے رکھا تھا، میں نے پوچھا: جبریل! آپ پہلے کبھی اس ہیئت میں تشریف نہیں لائے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آسمان میں اسی طرح لباس پہن کر بوسیدہ کریں، جس طرح زمین میں ابوبکر کرتے ہیں۔''

(تاريخ بغداد : 456/3)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عبداللہ بن ابراہیم اشنانی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② حجاج بن ارطاۃ ''ضعیف'' ہے۔

③ مقسم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نہیں سنی۔

❁ اس حدیث کو حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''من گھڑت'' قرار دیا ہے۔

(تاریخ بغداد :3/456)

۞ اس حدیث کو حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''الموضوعات'' میں ذکر کیا ہے۔

(المَوضوعات :1/314)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ''جھوٹ'' قرار دیا ہے۔

(مَجموع الفتاوی :11/106)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلسُّنَّةُ سُنَّتَانِ؛ سُنَّةٌ فِي فَرِيضَةٍ، وَسُنَّةٌ فِي غَيْرِ فَرِيضَةٍ، السُّنَّةُ الَّتِي فِي الْفَرِيضَةِ أَصْلُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، أَخْذُهَا هُدًى، وَتَرْكُهَا ضَلَالَةٌ، وَالسُّنَّةُ الَّتِي لَيْسَ أَصْلُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْأَخْذُ بِهَا فَضِيلَةٌ، وَتَرْكُهَا لَيْسَ بِخَطِيئَةٍ .

''سنت دو طرح کی ہے؛ ① فرض سنت ② غیر فرض سنت۔ فرض سنت وہ ہے، جس کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہو، اس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور اسے ترک کرنا گمراہی ہے۔ جس سنت (غیر فرض) کی دلیل کتاب اللہ میں نہ ہو، اس پر عمل کرنا فضیلت ہے، اسے چھوڑنا گناہ نہیں۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني :4011)

جواب: روایت ضعیف و منکر ہے۔

① عبد اللہ بن ابی رومان اسکندرانی ''ضعیف'' ہے۔

② عیسیٰ بن واقد کے حالات زندگی نہیں ملے۔

(سوال): عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا حلیہ اور مسیح دجال کا حلیہ کیا ہے اور اس بارے میں مروی معارض روایات کا حل کیا ہے؟

(جواب): ملاحظہ ہو؛

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ .

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی اور بال سیدھے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 7128)

❁ ایک روایت ہے:

آدَمَ، سَبْطَ الرَّأْسِ . ''گندمی رنگ اور سیدھے بال۔''

(صحيح مسلم : 169)

❁ ایک روایت میں ہے:

أَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ .

''عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ (گندمی) سرخی مائل، متناسب جسم اور چوڑا سینہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 3438)

دجال کا حلیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ .

''دجال کا جسم بھاری بھرکم، رنگ سرخ، بال گھونگھریالے اور آنکھ کانی ہے۔''

(صحيح البخاري : 7128)

أَحْمَرَ، جَعْدَ الرَّأْسِ . ''سرخ رنگت،گھونگھریالے بال۔''

(صحيح مسلم : 169)

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جہاں ''جعد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد متناسب جسم ہے۔ دجال کے لیے جہاں ''جعد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد گھونگھریالے بال ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بال سیدھے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی سرخی مائل ہے، جبکہ دجال کا رنگ سرخ ہے۔

مسیح عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح دجال کی نشانیوں میں فرق ہے، ان نشانیوں کو خلط ملط کرنا اور اس بنا پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی روایات کو مشکوک قرار دینا ہرگز درست نہیں، فافہم وتدبر!

سوال: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں؟

جواب: بعض اہل علم نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی ہے اور بعض نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ خدیجہ سے افضل قرار دیا ہے۔

درست بات یہ ہے کہ دونوں کی اپنی اپنی فضیلت ہے، جس بنا پر کسی کو مطلق طور پر افضل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ دونوں کے فضائل بیان کیے جائیں، افضل مفضول کی بحث ترک کی جائے، کیونکہ اسلاف اُمت اس بارے میں خاموش ہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام ''السخی'' رکھا جاسکتا ہے؟

جواب: اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں، باری تعالیٰ کو اسی نام سے متصف کیا جائے گا، جو کتاب وسنت میں وارد ہو۔ کتاب وسنت میں ''السخی'' نام اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں ہوا، لہٰذا اسے اللہ کا نام نہیں کہا جاسکتا، البتہ کسی نام کا ترجمہ ''سخی'' کیا جاسکتا ہے۔